77243 ـ صحیح سنت نبویہ اللہ کی جانب سے وحی ہے

سوال

پہلے تو میں اس طرح کا سوال کرنے میں معذرت چاہتا ہوں، لیکن اپنی نیت میں شک کی مجال نہ چھوڑنے کے لیے میں یہ کہتا ہوں: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور میں مکمل طور پر راضی ہوں کہ اللہ تعالی میرا رب ہے اور اسلام دین ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول ہیں.
میں سنت یعنی حدیث کے متعلق دریافت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ایك ہی حدیث کی کئی ایك روایات پائی جاتی ہیں مثلا صحیح بخاری میں ہم ایك حدیث پاتے ہیں جو اسلوب میں مسلم کی روایت مختلف ہے، لہذا سنت نبویہ قرآن عظیم کی طرح کیوں نہیں ؟
اور سنت مطہرہ اور قرآن عظیم میں کیا فرق ہے، آیا سنت نبویہ شریف وحی میں شامل ہوتی ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتی تھی، یا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال میں سے ؟ اور کیا یہ خصائص نبوت میں سے ہے یا کیا ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

ہر مسلمان کے دل اور عقل میں یہ بات بیٹھ جانی چاہیے کہ سنت - وہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال یا اقوال یا تقریر کی طرف منسوب کی جائے - وحی الہی کی دو قسموں میں سے ایك قسم ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی، اور وحی کی دوسری قسم قرآن کریم ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور وہ (نبی) اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے النجم (3 ـ 4).

مقدام بن معدیکرب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" خبردار مجھے کتاب اور اس کے ساتھ اس کی مثل دی گئی ہے، خبردار قریب ہے کہ ایك پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہوا

شخص اپنے پلنگ پر بیٹھ کر یہ کہنے لگے: تم اس قرآن مجید کو لازم پکڑو، اس میں تم جو حلال پاؤ اسے حلال جانو، اور اس میں جو تمہیں حرام ملے اسے حرام جانو.

خبردار جو رسول اللہ نے حرام کیا ہے وہ اسی طرح ہے جس طرح اللہ نے حرام کیا ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (2664) ترمذی نے اسے غریب من ھذا الوجہ کہا ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے " السلسلة الاحاديث الصحيحة حدیث نمبر (2870) میں اسے حسن قرار دیا ہے.

ہمارے دین حنیف سے سلف صالحین رحمہ اللہ تو یہی سمجھے تھے.

حسان بن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جبریل علیہ السلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سنت لے کر نازل ہوا کرتے تھے جس طرح ان پر قرآن لے کر نازل ہوتے "

دیکھیں: الكفاية للخطيب (12) اسے دارمی نے سنن دارمی (588) اور خطیب نے الکفایۃ (12) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (13 / 291) میں بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے کہ انہوں نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے.

سنت کی اہمیت اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ سنت نبویہ کتاب اللہ کا بیان اور اس کی شرح کرنے والی ہے، اور پھر جو احکام کتاب اللہ میں ہیں ان سے کچھ احکام زیادہ بھی کرتی ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر (کتاب) نازل کیا ہے تا کہ لوگوں کی جانب جو نازل کیا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں النحل (44).

ابن عبد البر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اس کا بیان رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے دو قسموں میں ہے:

پہلی قسم:

کتاب اللہ میں جو مجمل ہے اس کا بیان مثلا نماز پنجگانہ اور اس کے اوقات، اور نماز کے سجود و رکوع اور باقی سارے احکام.

دوسری قسم:

کتاب اللہ میں موجود حکم سے زیادہ حکم، مثلا پھوپھی کی اور خالہ کی موجودگی میں اس کی بھتیجی اور بھانجی سے نکاح کرنا یعنی دونوں کو ایك ہی نکاح میں جمع کرنا حرام ہے " انتہی

دیکھیں: جامع بیان العلم و فضلہ (2 / 190).

دوم:

جب سنت نبویہ وحی کی اقسام میں دوسری قسم ہے تو پھر اللہ کی جانب سے اس کی حفاظت بھی ضروری اور لازم ہو گی تا کہ وہ اس سے دین میں تحریف یا نقص یا ضائع ہونے سے محفوظ رکھے.

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

ہم نے ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں الحجر (9).

اور ارشاد ربانی ہے:

کہہ دیجئے میں تو تمہیں اللہ کی وحی کے ذریعہ آگاہ کر رہا ہوں مگر بہرے لوگ بات نہیں سنتے جبکہ انہیں آگاہ کیا جائے الانبیاء (45).

اللہ سبحانہ و تعالی نے خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری کلام وحی ہے، اور بغیر کسی اختلاف کے وحی ذکر ہے، اور ذکر نص قرآنی کے ساتھ محفوظ ہے، تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری کلام اللہ کی حفاظت کے ساتھ محفوظ ہے، ہمارے لیے مضمون ہے کہ اس میں سے کچھ ضائع نہیں ہوا، جب اللہ تعالی کی جانب سے یہ محفوظ ہے تو یقینا اس میں سے کچھ بھی ضائع نہیں ہو سکتا، اور یہ ساری کی ساری ہماری جانب منقول ہے، اس طرح ہم پر ہمیشہ کے لیے حجت قائم ہو چکی ہے " انتہی

دیکھیں: الاحکام (1 / 95).

سوم:

جب یہ ثابت ہو گیا کہ سنت نبویہ وحی الہی ہے تو یہاں ایك چیز پر متنبہ رہنا چاہیے کہ اس سنت اور حدیث میں ایك فرق ہے، اور وہ فرق یہ ہے کہ قرآن مجید تو اللہ کی کلام یعنی کلام اللہ ہے، اسے اپنے لفظوں میں نبی کریم صلی اللہ

عليہ وسلم كى طرف نازل فرمايا، ليكن سنت بعض اوقات كلام اللہ نہيں ہو سكتى، بلكہ وہ صرف وحى ميں شامل ہو گى، پھر يہ لازم نہيں كہ آپ اس كے الفاظ كى ادائيگى كريں، بلكہ معنى اور مضمون كے اعتبار سے ادا ہو سكتى ہے.

اس فرق كو سمجھ جانے سے يہ ظاہر ہوتا ہے كہ سنت نبويہ كے نقل ميں معتبر معنى اور مضمون ہے، نہ كہ بذاتہ وہ الفاظ جو نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے بولے، شريعت اسلاميہ تو اللہ كى حفاظت سے محفوظ ہے، اللہ تعالى نے قرآن مجيد كى مكمل حفاظت فرمائى، اور سنت نبويہ صلى اللہ عليہ وسلم كى اجمالى طور پر اور اس كے معانى كى حفاظت كى، اور سنت نبويہ نے جو كتاب اللہ كى وضاحت و تبيين كى اسے محفوظ ركھا، نا كہ اس كے الفاظ و حروف كى.

اس كے ساتھ ساتھ امت كے علماء نے كئى صدياں گزرنے كے باوجود شريعت اور سنت نبويہ كى حفاظت كا ذمہ اٹھائے ركھا، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے الفاظ اسى طرح ہم تك نقل كيے جو آپ نے فرمائے تھے، اور اس ميں سے غلط اور صحيح اور حق و باطل ميں امتياز كيا.

اور عزيز سائل جو ايك ہى حديث كى كئى روايات ديكھتا ہے ا سكا معنى يہ نہيں كہ سنت نبويہ كے نقل كرنے اور اس كى حفاظت ميں كوئى كوتاہى ہے، بلكہ كئى ايك اسباب كى بنا پر روايات مختلف ہيں جب يہ ظاہر ہو جائيں تو جواب واضح ہو جائيگا.

تو يہ كہا جاتا ہے:

چہارم:

روايات كئى ايك ہونے كے كئى اسباب ہيں:

1 ـ حادثہ اور واقعہ كئى بار ہوا ہو:

ابن حزم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" جب معنى ايك ہى ہو تو روايات كا مختلف ہونا حديث ميں عيب نہيں، كيونكہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم سے صحيح ثابت ہے كہ جب آپ كوئى حديث بيان كرتے ت واسے تين بار دھراتے، اس طرح ہر انسان اپنى سماعت كے مطابق نقل كرتا، جب معنى ايك ہو تو روايات ميں يہ اختلاف اس مين شامل نہيں ہوتا جو حديث كو كمزور كر دے " انتہى

ديكھيں: الاحكام (1 / 134).

2 – روایت بالمعنی:

کسی ایك حدیث کی کئی روایات ہونے کا سبب روایت بالمعنی ہے، کیونکہ مہم تو حدیث نقل کرنا اور اس کے مضون اور اس حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی ادائیگی ہے، رہے حدیث کے الفاظ تو یہ قرآن مجید کی طرح تعبدی نہیں.

اس کی مثال درج ذیل حدیث ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" انما الاعمال بالنيات " اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے.

یہ حدیث " العمل بالنية " کے الفاظ سے بھی مروی ہے، اور " انما الاعمال بالنيات " کے الفاظ سے بھی، اور " الاعمال بالنية " کے الفاظ سے بھی، اس تعدد روایت کا سبب روایت بالمعنی ہے، کیونکہ حدیث کا مخرج ایك ہی ہے اور وہ يحي بن سعيد عن محمد بن ابراہيم التيمی عن علقمة عن عمر رضی اللہ تعالی عنہ ہے، دیکھیں کہ ان سب جملوں سے جو معنی سمجھ میں آتا ہے وہ ایك ہی ہے، تو پھر تعدد روایات یعنی حدیث کا کئی ایك روایات سے مروی ہونے میں کیا ضرر ہے ؟!

اور علماء کرام اپنا زیادہ کرنے کے لیے کہ راوی نے حدیث کا معنی صحیح نقل ہے روایت بالمعنی صرف اس راوی کی قبول کرتے تھے جو عربی زبان کا ماہر اور علم رکھتا ہو، پھر علماء کرام اس راوی کی روایت کا دوسرے ثقات راویوں کی روایت سے مقارنہ اور موازنہ کرتے اس طرح ان کے لیے نقل میں جو غلطی ہوتی وہ واضح ہو جاتی، اس کی مثالیں بہت ہیں لیکن یہ اس کے بیان کرنے کا مقام نہیں.

3 ـ راوی کا حدیث کو مختصر کر کے روایت کرنا:

یعنی راوی کو پوری اور مکمل حدیث حفظ ہے لیکن وہ فی الحال وہ اس کا جزء اور حصہ ہی نقل کرنے پر اکتفا کرتا ہے، اور کسی دوسری حالت میں مکمل حدیث بیان کر دیتا ہے، اس کی مثال درج ذیل حدیث ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ظہر کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھولنے کے قصہ کے متعلق ذکر کردہ روایات میں ساری روایات ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ ہی سے مروی ہیں اور قصہ بھی ایك ہے، اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ روایات کا اختلاف راوی کا روایت اختصار کے ساتھ بیان کرنا ہے.

دیکھیں: صحیح بخاری حدیث نمبر (714) اور (715) اور (1229).

4 ـ غلطی و خطا:

کسی راوی سے غلطی اور خطا واقع ہو جاتی ہے تو وہ حدیث کو اس کے علاوہ روایت کر دیتا جس طرح دوسرے راوی روایت کرتے ہیں، اس غلطی و خطا کی پہچان دوسری روایات کے ساتھ مقارنہ و موازنہ کرنے سے ہو جاتی ہے، اور کتب سنہ اور کتب تخریج میں اہل علم نے یہی کام کیا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" لیکن اللہ تعالی نے اس امت کے لیے جو نازل کیا ہے اس کی حفاظت فرمائی ہے، اللہ تعالی کا فرمان ہے:

ہم نے ذکر نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں الحجر (9).

چنانچہ قرآن کی تفسیر یا نقل حدیث یا اس کی شرح میں جو غلط ہے اللہ تعالی امت میں ایسے شخص پیدا فرمائیگا جو اس غلطی کو صحیح کرینگے، اور غلطی کرنے والے کی غلطی اور جھوٹ بھولنے والے کے کذب کی دلیل بیان کرینگے، کیونکہ یہ امت کسی گمراہی و ضلالت پر جمع نہیں ہو سکتی، اور ہر وقت اس میں حق پر ایک گروہ موجود رہیگا حتی کہ قیامت قائم ہو جائے، کیونکہ امتوں میں سے یہ سب سے آخری امت ہے ان کے نبی کے بعد کوئی اور نبی نہیں، اور ان کی کتاب کے بعد کوئی اور کتاب نہیں.

پہلی امتوں نے جب اپنے دین میں تبدیلی و تغیر کر لیا تو اللہ تعالی ان میں نبی مبعوث فرما دیا کرتا تھا جو انہیں حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا، لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور پھر اللہ تعالی نے جو ذکر نازل کیا ہے اسے محفوظ رکھنے کی ضمانت لے رکھی ہے " انتہی

دیکھیں: الجواب الصحیح (3 / 39).

سنت نبویہ اس وجہ پر جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالی کی جانب سے وحی ہے: یہ لوگوں کے لیے نازل کردہ کتاب کی وضاحت و تبیین کرتی ہے، اور انہیں ان کے دین کے ضروری احکام سکھاتی ہے، اگرچہ اس کی تفصیل یا اس کی اصل کتاب اللہ میں آئی ہے، ہم یہ کہینگے:

اس طریق اور وجہ سے سنت نبویہ نبوت کے خصائص میں شامل ہوتی ہے؛ اور یہ کام اور وظیفہ نبوت کے وضائف میں سے ہے، اور اب تک لوگ سنت کو اس وجہ اور طریق سے ہی دیکھتے ہیں، جو کتب میں موجود ہے، یا بعض الفاظ کے اختلاف کے ساتھ زبانی روایات میں پائی جاتی ہے، یا حدیث کے کئی ایک سیاقات میں، اور اس میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس کے مقام و مرتبہ میں شک پیدا کرتی ہو، یا اس کی حفاظت میں کوئی قلق و پریشانی کا باعث ہو، یا اس کی حجیت میں تردد و اختلاف پیدا کرے، اور لوگوں کو اس کی ضرورت بھی ہے کیونکہ لوگ کثرت سے

علمی و عملی مسائل میں اختلاف و تردد کا شکار ہو چکے ہیں.

علامہ شیخ عبد الغنی عبد الخالق رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہم غزالی اور آمدی اور بزدوی اور ان کے طریقوں کے سب متبعین جو اصولی مؤلف ہیں ان کی کتب اس کی تصریح نہیں پاتے اور نہ ہی کوئی اس مسئلہ میں اختلاف کا اشارہ ہی پاتے ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے سے قبل سابقہ لوگوں کی کتابیں اور مذہب کا پیچھا کیا، اور ان کے اختلافات کو کا تتبع کیا حتی کہ شاذ قسم کے اختلافات کا بھی، اور اس کے رد کا بہت زیادہ خیال کیا "

پھر انہوں نے " مسلّم " کے مؤلف سے کتاب و سنت اور اجماع و قیاس کی حجیت سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ:
یہ علم کلام میں سے ہے، لیکن دو اصولوں اجماع اور قیاس کی حجیت پر کلام کی ہے، کیونکہ بےوقوف قسم کے خوارج اور رافضیوں (اللہ انہیں ذلیل کرے) نے ان دونوں سے ہی اکثر دلیل لی ہے اور وہ ان میں مشغول ہوئے ہیں.

رہی کتاب و سنت کی حجیت تو دین کے سب آئمہ اس کی حجیت پر متفق ہیں اس کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں " انتہی

دیکھیں: حجیت السنۃ (248 - 249).

اور مزید آپ سوال نمبر (93111) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .